اثبات احکام کے حوالے سے عصر حاضر میں قرائن کی تطبیق: ایک تحقیقی جائزہ

The circumtanical Evidence and its application as a proof in rulings: A research evalution

ڈاکٹر محمد نعیم[i] شاہد امین[ii]

Abstract

The kalmatyebba لاالہ الااللہ محمدالرسول اللہ *is the touch stone and criterion for the strengthen belief of all Muslims.This kalmatayeba if divided into two i.e.* لاالہ الااللہ *depicts the dos and dons of Islamic sharia and* محمدالرسول اللہ *depicts , how to practice these dos and dons. All Mighty Allah imposed mankind to do justice so everyone should get what is rightfully to him .This justice will lead to a prosperous society .There is contradiction and differences in the opinion of Islamic scholars and clerics regarding the authenticity of the sources through which the confirmation of the proof is sought .Among those sources some are agreed upon such as Witness (Gawah), Adjuration (Qasam) ,Testimony (Shahadat) etc and some are disagreed upon like Evidence (Qareena), Physiognomy (Qiyafa) etc .The researcher decided to conduct a study in this particular aspect of the proof. Evidence (Qareena), has been approved as an authentic source of getting the proof in Quran, Sunnah and practices of Sahabbah. In the present era if the data interpreted through biometrics are considered proven facts through observation so biometrics: DNA, fingerprints, etc are also strong and valid Evidences (Qarain).*

i اسسٹنٹ پروفیسر شریعہ، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii پی ایچ-ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

Biometrics should also included in the tools of the establishing the proof. If these Evidences (Qarain) are not used for taking the decision in the cases of Hoodod and Qesaas but at least these biometrics can be used as supportive tools of investigation for other cases.

The study has proved that Islam not only presents solutions for all the complicated matters of day to day life but also welcomes and accommodates new scientific innovations .This study is beneficial for all students, teachers and future researchers.

***Key Words**: Evidence, circumstanical, Biometric*

انسانی معاشرت میں توازن برقرار رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق میں اعتدال کو ملحوظ فرمایا، تاکہ حق دار کو اس کا حق دے دیا جائے۔ بسااوقات اپنے حق کی وصولی کا عمل پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ متعلقہ محکمہ اپنے ضوابط کو پیش نظر رکھتے ہوئے حقوق کی ادائیگی ہے، اس کے لیے شریعت نے تحقیق کے باب کو کھلا چھوڑ دیا اگر گواہوں کی تعداد پوری نہ ہو، تو دوسرے مرجحات کی رو اسے اس کا حق دیا جاسکتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے ثبوت حق کے بعض ذرائع میں اختلاف ہے، جب کہ شہادت، قسم سے انکار اور اقرار کی حجیت میں تمام فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔ مختلف فیہ ذرائع ثبوت میں قسم کے ساتھ ایک گواہ،، امارات ظاہرہ، قیافہ اور قرائن وغیرہ ہیں۔

انسان میں حقائق کی جستجو ابتداء آفرینش سے ودیعت کی گئی ہے، اسی جستجو کو قرآن کریم نے بنی اسرائیل کے واقعۂ قتل کو سورۃ البقرۃ میں بارہ ۱۲ آیات میں نازل فرما کر انسانی جستجو کا مظہر بیان کیا۔ قرآن مجید چونکہ قانون فطرت ہے، اس وجہ سے گواہوں کے عقل مستویٰ کو دیکھ کر جس طرح عورت اور مرد کی گواہی میں فرق کو ملحوظ رکھا، ایسے ہی بعض دلالات کو بھی ایک معتبر ذریعہ قرار دیا کہ جس طرح شہود سے واقعہ کی ظاہری ترجیح حاصل ہوتی ہے ایسے ہی باطنی اور روحانی قرائن بھی معاملے کی تہہ تک رسائی کا آسان ذریعہ بن سکتا ہے، ہاں البتہ اس کی اجازت شرعی حدود میں رہ کر ہی ہونا چاہیے۔ عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل میں قرائن سے حقوق العباد، نسب، قصاص اور حد کا ثبوت متعلق ہے، اس آرٹیکل میں انہی

باتوں کا ایک تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے مگر اس سے پہلے قرینہ کا تعارف، اقسام اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی

قرینۃ کا تعارف

لغوی معنی: ق، ر اور ن یہ مادۃ مماثلت، مشابہت،[1] اجتماع اور نمایاں کے معانی میں استعمال ہوتا ہے[2]۔

اصطلاحی معنی: فقہ کی اصطلاح میں قرینہ کی چند تعریفیں کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

قرینہ وہ علامت و نشانی ہے جو جو یقین تک پہنچائے[3]۔

وہ دلیل جو مطلوب و مقصود تک پہنچائے[4]۔

قرینہ کا حکم اور اس سے متعلقہ احکام پر بحث سے پہلے قرینہ کے اقسام کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

قرینہ کے اقسام

قرينه قاطعة

یہ وہ قرینہ ہے جس میں جانب مخالف کا کوئی امکان نہ ہو، حکم کے ثبوتِ سبب میں سے ایک قرینہ قاطعہ ہے، جب کہ اسباب حکم سات ہیں: قرینہ قاطعہ، گواہی، اقرار، یمین، قسم سے انکار، قسامہ اور علم قاضی[5]۔ قرینہ قاطعہ کے حجت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہاتھ میں خون آلود خنجر لے کر ایک کمرے سے اس حالت میں نکلتا ہے کہ وہ پریشان ہے اس کے اوسان بھی خطا ہیں اور اس کمرے میں ایک خون آلود لاش ہو اور کمرے میں کوئی دوسرا شخص بھی نہ ہو تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ قتل والے نے کیا ہے[6]۔

قرينة ظنية

وہ قرینہ ہے جس میں دلالۃ حال کو معتبر مان کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان گھر کی اشیاء کی ملکیت کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو قرینہ ظنیہ کی بناء پر جو اشیاء شوہر سے متعلق ہوں وہ شوہر کو دی جائیں گی اور جو عورت سے متعلق ہوں تو وہ اس کے سپرد کی جائیں گی[7]۔

قر ينةمتو همه

اس سے مراد وہ قرینہ ہے جس میں کسی چیز کے اثبات اور نفی دونوں پہلو موجود ہوں، اس کی مثال یوسف علیہ السلام کی قمیص پر لگا ہوا خون ہے جو ان کے بھائیوں کی صداقت پر ایک دلیل تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا قرینہ بھی موجود تھا جو پہلے سے زیادہ قوی تھا اور ان کے بھائیوں

کو جھوٹا ثابت کرتا، تو وہ یہ تھا کہ خون تو قمیص پر تھا لیکن وہ قمیص کسی بھی جگہ سے پھٹی نہیں تھی جو کہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہ دعوی جھوٹا ہے۔ قرینہ کے اقسام بیان کرنے کے بعد اب شریعت کے دو بنیادی ماٰخذ قرآن وحدیث اور آثار صحابہؓ سے اس کی حجیت پر بحث کرتے ہیں۔

قرائن کی حجیت

جمہور فقہاء کے نزدیک قرینہ قاطعہ حجت ہے اور اس کی حجیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے[8]۔

کتاب اللہ سے قرائن کا اثبات

قرآن مجید میں کئی واقعات ایسے ہیں جن سے قرینہ قاطعہ کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔ چند مثالوں میں اس کو بیان کرتے ہیں۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص اس بات پر قرینہ تھی کہ اس کے بھائی سچے ہیں وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ وہ یوسف کی قمیص پر جھوٹ کا خون لگا کر لے آئے۔ لیکن اس کے قمیص کا صحیح و سالم ہونا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ایسی کی طرف قرآن اشارہ کرتا ہے قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ان کے والد نے کہا؛ بلکہ تمہارے دلوں نے اپنی طرف سے بات بنالی ہے[9]۔

یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت ایک بچے نے دی:

> "اس عورت کے خاندان ہی میں سے ایک گواہی دینے والے نے یہ گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیص سامنے کی طرف سے پھٹی ہو تو عورت سچ کہتی ہے اور وہ جھوٹا ہے [10]۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ دو عورتوں کے پاس اپنا اپنا بچہ تھا، جب وہ باہر نکلیں تو بھیڑیئے نے حملہ کر کے ایک بچہ کو چھین لیا جو بچہ رہ گیا اس کے لئے دونوں جھگڑنے لگیں، ایک کہتی تھی یہ بچہ میرا ہے ،دوسری کہتی تھی میرا ہے، جب معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچا، انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیدیا، پھر ان عورتوں کا گزر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ہوا تو انہوں نے معاملہ اور فیصلہ معلوم کیا اور کہا کہ چھری لاؤ تاکہ بچے کو دو حصے کر کے ایک چھوٹی کو دیدوں اور دوسرا بڑی کو، یہ سن کر چھوٹی عورت نے کہا کہ کیا واقعی آپ دو حصے کریں گے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: واقعی دو حصے کروں گا، اس پر چھوٹی نے کہا: آپ ایسا نہ کریں، میں اپنا حصہ بھی بڑی کو دیتی ہوں، اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ: یہ بچہ تیرا ہے تو لے جا، بڑی کا نہیں ہے.

قرآن مجید کے بعد اب سنت رسول ﷺ سے قرینہ کی حجیت پر بحث کرتے ہیں۔

سنت سے قرائن کا اثبات

قرآن مجید کی طرح سیرت رسول میں بھی کئی واقعات ایسے ہیں جن سے قرینہ کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

غزوہ بدر کے موقع پر جب کمسن صحابی معاذ بن عفراءؓ نے بھی ابو جہل کے قتل کا دعویٰ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمروؓ کی تلواروں پر لگے نشان کی وجہ سے ان کے حق میں فیصلہ دیا[11]۔

رسول اللہ ﷺ نے لقطہ اٹھانے والے کو حکم دیا کہ جو گری ہوئی چیز کے اوصاف بیان کر دے تو وہ اس کے حوالے کر دی جائے[12]۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے اوصاف کو بینہ کے قائم مقام قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے قیافہ کو ثبوت نسب کے لیے بطور دلیل تسلیم کیا ہے۔ قیافہ سے مراد ایک انسان کی دوسرے انسان سے مشابہت کیوجہ سے نسب کی پہچان کرنا ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور کہا تو نے نہیں سنا کہ مجزز المدلجی نے اسامہؓ اور زیدؓ کے بارے میں کہا ہے حالانکہ ان دونوں کے چہرے ڈھکے تھے کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں[13]۔

عرنیین نے بیت المال کے اونٹوں کے چرواہے کو قتل کیا تھا۔ ان کے اس فعل پر رسول اللہ ﷺ نے نہ تو گواہی مانگی اور نہ اقرار پر ان کو قصاصاً قتل کیا۔ بلکہ دلالت حال کی بنا پر ان کے قتل کا حکم دیا[14]

آثار صحابہؓ سے قرائن کا اثبات

قرآن و سنت کے ساتھ آثار صحابہؓ بھی قرائن کی حجیت پر دلالت کرتے ہیں۔ صحابہؓ کے آثار سے چند واقعات بطور نمونہ نقل کرتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ایک کنواری لڑکی حاملہ ہو گئی ،سیدنا عمرؓ نے اس پر حد جاری کر دی۔ گواہوں کی عدم موجودگی میں آپؓ نے ظاہر قرینہ پر فیصلہ سنایا۔ اسی طرح سیدنا عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے شخص پر حد جاری کر دی جس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی[15]۔

قرینہ کی ایک مثال سیدنا علی، مقداد بن اسود اور زبیر رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کے حکم پر "روضہ خاخ" کی طرف گئے اور وہاں ایک عورت سے خط کا مطالبہ کیا، اولا تو اس عورت نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا لیکن سیدنا علیؓ کے دھمکانے سے اس نے وہ خط آپؐ کے سپرد کر دیا[16]۔

اس طرح عورت کا لعان سے پیچھے ہٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے شوہر کا دعویٰ سچا ہے اگرچہ شوہر کے پاس کوئی گواہ موجود نہیں ۔ اسی سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وضاحت ہوتی ہے البینة علی المدعی- بینہ سے مراد ہر وہ شے ہے جو حق کو بیان کرے۔ مدعی پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کو صحیح ثابت کرے۔ قرینہ بھی حق کو بیان کرتی ہے لہذا قرینہ بھی ایک بینہ ہے[17]۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی مذکورہ بالا فیصلے سے حاکم اور قاضی کے لئے یہ وسعتیں معلوم ہوتی ہیں:

1. حق کا اقرار کرانے کے لئے حاکم کو گنجائش ہے کہ جس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اس کے بارے میں کہے کہ میں کروں گا، یعنی ایک بات کہہ کر حق کا اقرار کرانا جائز ہے۔
2. جب حاکم یا قاضی پر حق بات ظاہر ہو جائے تو محکوم علیہ کے اقرار کے خلاف بھی فیصلہ کرنا درست ہے-
3. حاکم کا قرائن اور شواہد کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے۔
4. ایک حاکم کو اپنے برابر یا اپنے سے بڑے حاکم کے فیصلے کو توڑ کر اس کے خلاف فیصلہ دینا جائز اور درست ہے۔
5. حاکم کا اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے۔

قرائن کی اقسام اور دیگر تفصیلات معلوم کرنے کے بعد اب شرعی احکام میں اس کی اہمیت سے بحث کرتے ہیں

قرائن سے حدود و تعزیرات کا اثبات

قرائن سے حدود و تعزیرات کے اثبات میں فقہاء کرامؒ کا اختلاف ہے :

مالکیہ کے نزدیک قرائن سے صرف وہ حدود ثابت ہو سکتے ہیں، جن پر صحابہؓ کے دور میں فیصلہ ہوا ہو، اس کے علاوہ دیگر قرائن سے احکام ثابت نہیں ہو سکتے۔ اس کی مثال سیدنا عمرؓ نے کنواری لڑکی جو کہ حاملہ تھی پر حد جاری کی اور اس طرح سیدنا عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے اس شخص پر حد خمر لگائی جس

کے منہ سے شراب کی بو آتی تھی[18]۔ مالکیہ کے ہاں قرائن کو شرب خمر اور حد زنا میں دلیل تسلیم کیا جاتا ہے[19]۔ امام ابن قیمؒ ہر قوی قرینہ کو قابل استدلال سمجھتے ہیں[20]۔

امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ عنہم کے ایک قول کے مطابق قرائن سے حدود کا نفاذ نہ ہو گا[21]۔

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں۔

سیدنا عویمر العجلانیؓ کے مشہور واقعہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر پیدا ہونے والے بچے کی شکل فلاں سے ملتی ہے تو یہ مرد اپنے دعوے میں سچا ہے، اتفاق سے وہ بچہ اسی صورت میں پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بضیر بینہ کے رجم کرتا تو اس عورت کو کرتا لیکن آپ ﷺ نے حد جاری نہیں فرمائی۔

فقہاء کا ایک مسلمہ اور متفقہ قاعدہ ہے کہ شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں اور اس کی بنیاد یہ حدیث ہے:

ادرۂِ الحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ[22]

حد خمر کے لیے صرف منہ سے آنے والی بدبو کو بنیاد بنا کر پر حکم نہیں جاری کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں کئی احتمالات موجود ہیں ہو سکتا ہے کہ اس نے غلطی سے شراب پی لی ہو یا اسے مجبور کیا گیا ہو یا اس نے اضطراری حالت میں پی ہو لہذا فقط منہ سے آنے والی بدبو کی وجہ سے حد نہیں جاری نہیں کی[23]۔

قرائن سے اثبات قصاص

اہل علم کا اس باب میں اختلاف ہے۔ امام ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور ابن فرحون کا یہ مذہب ہے کہ قرائن سے قصاص ثابت ہو گا۔ جیسا کہ اگر ایک شخص خون آلود خنجر کے ساتھ ایک گھر سے نکلتا ہے اور اس کے اوسان خطا ہیں اور اس پر خوف طاری ہے۔ اب اگر لوگ یا کوئی فرد اس کمرے میں داخل ہوا اور وہاں لاش پڑی ہو تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس خنجر والے شخص نے یہ قتل کیا ہے[24]۔

جمہور کے نزدیک قصاص اعتراف جرم سے یا گواہی سے یا قسامۃ سے ثابت ہو گا، اور قسامہ پر قرائن کو قیاس نہیں کیا جائے گا لہذا قرائن سے قصاص ثابت نہیں ہو گا[25]۔

قرینہ کا عصر حاضر میں تطبیقی تصور

اس کائنات کی ہر شے اللہ تعالی کی ربوبیت کی گواہی دیتی ہے۔ اسی طرح انسانی جسم بھی حق

تعالی کی کرشمہ سازی کا نتیجہ ہے۔آج میڈیکل سائنس نے اپنی محنت و کاوش سے اس حقیقت کا ادراک کر لیا ہے کہ انسانی جسم (Cells) خلیوں سے مل کر بنتا ہے اور خلیہ (Cell) کے مرحلہ سے ایک انسان دوسرے انسان سے جدا ہوتا ہے اور مستقل الگ حیثیت و شناخت رکھتا ہے۔ جسم کے کسی بھی معمولی حصے سے بھی اس کی شناخت ممکن ہے۔یہ میڈکل سائنس کی بڑی کامیابی ہے،اگرچہ اب بھی بہت سفر باقی ہے کیونکہ کائنات کے بہت سے حقائق ابھی پوشیدہ ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا سائنس کی اس ترقی کو شرعی امور میں فیصلہ کن حیثیت سے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

ڈی این اے (DNA) کی وضاحت

ڈی،این،اے ایک کیمیائی مادہ ہے یہ علم الحیات کے شعبے علم التوارث کی اصطلاح ہے۔ اس کا پورا نام DeoxyRibo Nucleic Acid ہے۔یہ خلیوں میں پایا جانے والا ایک موروثی مادہ ہے، موروثی خصائل کی منتقلی اصل میں ڈی این،اے کی منتقلی سے ہوتی ہے۔یہ ہر انسان کو دوسرے سے الگ کرتی ہے جو شناخت کا ایک جدید ذریعہ ہے۔ڈی،این،اے انسانی بال، ناخن ، گوشت ،خون اور دوسرے انسانی اعضاء سے لیا جا سکتا ہے[26]۔کیا ڈی،این،اے ٹسٹ ایک قرینہ ہے؟ کن امور میں یقینی مانا جائے اور کن میں ظنی غیر یقینی؟ کیا اس قرینہ سے ثبوت نسب اور قاتل و زانی کی شناخت میں مدد مل سکتی ہے؟ سطور ذیل میں اس کا جامع اور مختصر جائزہ لیا جائے گا:

اسلام میں نسب کی اہمیت اور عصر حاضر میں قرائن سے اس کا ثبوت

دو شخصوں کے درمیان ولادت کی بناء پر قائم ہونے والے قرابت کے رشتے کو نسب کہتے ہیں۔نسب کا اطلاق عام طور پر باپ کے رشتہ پر ہوتا ہے چونکہ شریعت میں نسب کو بڑی اہمیت حاصل ہے[27]" اسلام نے ثبوت نسب کے لیے نکاح صحیح کو ایک حقیقی ذریعہ متعین کیا ہے اس لیے عقد نکاح کے چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب ہو گا، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: الولد للفراش وللعاهر الحجر[28]۔اس حدیث مبارکہ فراش کو ثبوت نسب کا ذریعہ قرار دیا ہے، اس کے علاوہ چند مزید ذرائع بھی ہیں، جن سے نسب ثابت ہو سکتا ہے ان میں سب سے اہم قرینہ ہے مثلا میٹرنٹی ہسپتال میں کسی وجہ سے نومولود بچوں کی شناخت نہ ہو سکے، اور ایک سے زیادہ عورتیں ایک بچے پر

دعویٰ کریں، تو ایسی صورت میں ڈی این اے ٹیسٹ سے ثبوت نسب ہو گا؟

ائمہ ثلاثہ کے اصول کی روشنی میں ڈی این اے سے ثبوت نسب ہو سکتا ہے، کیونکہ جب قیافہ سے ان حضرات کے نزدیک نسب ثابت ہو سکتا ہے، جو ایک دلیل ظنی ہے تو ڈی این اے سے بطریقہ اولیٰ ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ قرینہ قیافہ کے مقابلے میں زیادہ قوی دلیل ہے، چونکہ یہ ایک سائنسی تحقیق پر مبنی ہے، جس میں زیادہ تر مشاہدہ استعمال ہوتا ہے جس کا نتیجہ اکثر اوقات درست نکلتا ہے۔

احناف کے نزدیک بھی ڈی این اے ٹیسٹ سے ثبوت نسب ہونا چاہیے، کیونکہ احناف کے قواعد اثبات میں اہم ذریعہ قرائن قاطعہ ہے۔

حدود و تعزیرات میں ڈی این اے کا کردار

جمہور کے نزدیک قصاص جاری کرنے کے چند اسباب ہیں جن میں اعتراف جرم، شہادت شرعی اور قسامۃ شامل ہیں۔اس کے علاوہ دیگر اسباب سے قصاص جاری نہیں ہو سکتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حدود و قصاص جاری نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسے تعزیر بھی نہیں دیا جائے گا، بلکہ صدر اور جج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کر کے اسے ڈی این اے کی وجہ سے سیاست تعزیر دے سکتا ہے[29]۔

قصاص اور حد زنا کو جاری کرنے کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ کافی نہیں ہو گا، کیونکہ سیدنا عویمر العجلانیؓ کے واقعہ میں حد جاری نہیں فرمائی۔[30] اسی سے فقہاء کرامؒ نے ایک قاعدہ مستنبط کیا ہے کہ شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں[31]۔

اسی لیے فقہاء کرامؒ کا اتفاق ہے کہ شبہات سے حدود ساقط ہو جاتے ہیں، اس لیے حد زنا جاری کرنے کے لیے چار گواہ موجود ہونا ضروری ہیں، ہاں البتہ ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے مجرم کی تفتیش میں مدد لی جاسکتی ہے اور اس کی بنیاد پر قاضی کسی مشکوک کردار والے شخص پر تعزیر جاری کر سکتا ہے۔

حقوق العباد میں ڈی این اے کی حیثیت

انبیاء اور رسولوں کی بعثت اور آسمانی کتابوں کے نزول کا مقصد عدل کا قیام ہے اور یہی وہ نظام ہے جس کی وجہ سے زمین اور آسمان کا نظام قائم ہے، اور جب کسی بھی شکل میں عدل کی علامات

اور نشانیاں ظاہر ہوں، تو عدل کا نفاذ لازم ہو جاتا ہے۔اور یہ قیام کسی متعین طریقے کا محتاج نہیں، لہذا جرائم کے تنوع کے لحاظ سے اس کی تحقیقات کے انداز میں بھی تبدیلی لائی جاسکتی ہے[32]۔

اس لیے ضروری ہے کہ حقوق العباد کے ضائع ہونے کے اندیشہ سے بعض اوقات قرائن، انسانی فہم وفراست اور سیاق وسباق کا اعتبار ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین نے عصر حاضر میں ڈی این اے ٹیسٹ کو کئی لحاظ سے ایک معتبر ذریعہ قرار دیا ہے اگرچہ فقہی اعتبار سے اس کو بینہ اور شہادت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا، تاہم کم از کم ایک قوی قرینہ کا درجہ تو دیا جائے۔اس لیے کہ قرائن تخمینی ہوتے ہیں، جب کہ ڈی این اے کی بنیاد تحقیق اور مشاہدہ پر ہے۔

ان تفصیلات کی روشنی میں ڈی این اے ٹیسٹ کو حقوق العباد کے تحفظ، جرائم کی روک تھام اور تفتیش میں ایک خاص اہمیت حاصل ہونی چاہیے اور حدود وقصاص سے کم سزا والے لڑائی جھگڑوں میں ڈی این اے کو دوسرے شواہد کے ساتھ شامل کرنا چاہیے۔اسی طرح ایسے المناک حادثات جن میں انسانی جانوں کا ضیاع ہو اور لاشوں کی شناخت ممکن نہ ہو، تو اس صورت میں بھی ڈی این اے ٹیسٹ کی مدد سے ورثاء کی دلجوئی بھی ممکن ہے۔

بائیو میٹرکس

بائیو میٹرکس(Biometrics) کسی شخص کی جسمانی خصوصیات جانچنے کا طریقہ ہے۔ ان میں فنگر پرنٹس، آواز کی پہچان Voice recognition، چہرے کی شبیہ (Facial pattern) اور ہتھیلی کے نشانات کو جانچنا، ڈی این اے وغیرہ شامل ہیں۔فنگر پرنٹس کسی فرد کی شناخت کا ایک مستند ذریعہ ہے اور بہت سے اداروں میں انتظامی امور کو بطریق احسن سرانجام دینے کے لیے ان سے مدد لی جاتی ہے خاص طور پر ملازمین کی بروقت حاضری کو یقینی بنانے کے لیے ان بائیو میٹرکس مشینوں کا استعمال کیا جاتا ہے، حساس اداروں میں بھی افراد کی شناخت کے لیے ان بائیو میٹرکس مشینوں سے مدد لی جاتی ہے[33]۔

فنگر پرنٹس انسانی ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں کے نشانات کو کہتے ہیں، ان فنگر پرنٹس کو کسی شخص کی پہچان اور شناخت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔تمام انسانوں کے فنگر پرنٹس ایک دوسرے

سے مختلف ہوتے ہیں اور بڑی آسانی سے کسی بھی دھات، شیشہ اور پتھر وغیرہ پر منتقل ہو جاتے ہیں[34]، فنگر پرنٹس کے جانچنے کے علم کو Dermatoglyphic کہتے ہیں، فنگر پرنٹس کو حاصل کرنے کے لیے جدید سائنسی طریقہ فارسینک سائنس (Forensic science) استعمال کیا جاتا ہے[35]، اس طریقہ میں فنگر پرنٹس کا حصول، ان کو محفوظ بنانا اور ان کا تجزیہ کر کے اسے بطور ثبوت پیش کرنا اور جرائم کی تفتیش میں اس سے مدد لینا شامل ہے، ترقی یافتہ ممالک میں جرائم کی تفتیش میں فنگر پرنٹس سے مدد لی جاتی ہے اور اب ترقی پذیر ممالک میں بھی دہشت گردی اور دیگر نا خوشگوار واقعات سے نمٹنے کے لیے بائیو میٹرکس آلات سے مدد لی جاتی ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے اس پہلو پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا بائیو میٹرکس ثبوت نسب، حدود و قصاص اور دیگر جرائم میں بطور گواہ کے کافی ہیں یا نہیں۔ دین محمدیہ میں دیگر اسباب معرفت کے لیے کائنات کا ہر ذرہ شہادت دینے کا حصہ دار ہے، مگر شریعت اسلامیہ میں معاملات کے نشیب و فراز سے گواہی کے نصاب میں کمی و زیادتی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رضاعت اور ثبوت نسب میں ایک عورت، حقوق العباد میں ایک مرد اور دو عورتیں جب کہ حدود و قصاص میں عورت کی گواہی کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے، جب کہ قسامت میں ۵۰ پچاس افراد کی گواہی لازمی رکھی ہے۔ اس سے جہاں دین اسلام کی آفاقیت معلوم ہوتی ہے، وہی کائنات کے درمیان باہمی ارتباط کا بھی پتہ چلتا ہے، کہ یہاں ہر وجود دوسرے سے بسبب علت و معلول ایک دوسرے سے ملے جلے ہوئے ہیں۔ اسی نکتہ کی طرف باری تعالی کے ارشاد گرامی میں اشارہ ملتا ہے: وفی انفسکم افلا تبصرون[36]، کہ کائنات کے ہر ہر ذرہ میں اور خود انسان کے اپنے جسم میں بھی توحید ربانی کے دلائل دیکھے جا سکتے ہیں۔

نتائج

انسانی نظام میں انصاف کے لیے جہاں شریعت اسلامی نے گواہوں کے نصاب میں مواقع کے لحاظ سے تبدیلی کی ہے، وہی شہادت کے علاوہ دیگر وسائل اثبات کو بھی ایک گونہ تائید جہت عطا کی ہے، ان تائیدی مرجحات میں ایک بڑا مرجح قرینہ بھی ہے، قرینہ سے مراد باطنی فعل کی ظاہری

علامت کو دلیل بنا کر غیر ظاہر پر حکم لگانا ہے، قرینہ کے اقسام میں قرینہ قاطعہ کے بارے میں اکثر فقہائے کرام کی رائے یہ ہے کہ اس کو دوسرے قرائن پر جہاں ترجیح حاصل ہے ایسے ہی اس سے قصاص اور حد کے علاوہ دیگر تعزیری سزاؤں کا اجراء بھی کیا جا سکتا ہے۔ عصر حاضر کے مشہور قرائن بائیو میٹرکس (ڈی این اے ٹیسٹ، فنگر پرنٹس وغیرہ) کی ترجیح گذشتہ زمانوں کے مقابلے میں ایک قوی عنصر معلوم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جرائم کے ثبوت جیسے گینگ ریپ، چوری وغیرہ واقعات میں اس کو کار آمد بنا کر اس سے ملزم کو اقرار پر مجبور کر کے مجرم کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب ۱۳: ۱۳۶، دار صادر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۴ھ

2 احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، المادۃ: قرن ۵ :۷۶، دار الفکر بیروت، ۱۳۹۹ھ

3 مجلۃ الاحکام العدلیہ ۱: ۳۵۳، نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی (س۔ن)

4 في الاصطلاح، أمر يشير إلى المطلوب. (علی بن محمد بن علی الجرجانی، کتاب التعریفات ۱: ۱۷۴، دار الکتب، بیروت، ۱۴۰۳ھ

5 آفندی، علی حیدر خواجہ امین، درر الاحکام فی شرح مجلۃ الحکام ۴: ۴۸۳، دار الحبل، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۹ء

6 مجلۃ الاحکام العدلیہ ۱: ۳۵۳

7 اکاسانی، ابو بکر بن مسعود ر، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۲: ۳۰۸، دار لکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۶ء

8 امام الشوکانی، محمد بن علی الشوکانی، الفتح الربانی ۹: ۴۶۳۱، مکتبۃ الجیل صنعاء الیمن (س۔ن)

9 سورۃ یوسف ۱۲: ۱۸

10 سورۃ یوسف ۱۲ :۲۶

11 صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب فرض الخمس، باب: من لم یخمس الاسلاب ۴: ۹۱، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

12 صحیح البخاری، کتاب فی اللقطۃ، باب من عرف القطۃ ولم یدفعہا السلطان ۳: ۱۲۸

13 صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴: ۱۸۹

14 ابن فرحون ، ابراھیم بن علی بن محمد ، تبصرۃ الحکام ۲: ۱۲۰، مکتبۃ الکلیات الازھریۃ، ۱۴۰۶ھ

15 ابن قیم الجوزی، ایوب بن سعد، الطرق الحکمیۃ ۶: ۱، مکتبۃ دار البیان (س۔ن)

16 صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الجاسوس حدیث (۳۰۰۷)

17 الطرق الحکمیۃ ۱۱:۱

18 سنن النسائی، احمد بن شعیب النسائی ۸ :۲۹۳، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۶ھ۔

19 بدیۃ عبد المنعم حسونۃ، اثبات جرائم الحدود: ۱۵۰، اکادیمیۃ نایف العربیۃ للعلوم الامنیۃ، ریاض، ۱۴۲۳ھ

20 الطرق الحکمیۃ: ۱۲

21 المغنی المحتاج ۴ :۱۹۰

22 احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الصغیر للبیہقی ۲: ۳۰۲، جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ کراچی، پاکستان، ۱۴۱۰ھ

23 معجب معدی الحویقل، المادی فی اثبات الجنائی: ۱۱۱، اکادیمیۃ نایف العربیۃ للعلوم الامنیۃ، ریاض، ۱۴۱۹ھ

24 الطرق الحکمیہ: ۱۱

25 مستشار محمد بد المنیاوی، القرائن فی الفقہ الاسلامی علی ضوء الدراسات القانونیۃ المعاصرۃ، ۲: ۲۳۰۷۴، ۲۳۰۸۳، مجلۃ الفقہ الاسلامی العدد الثانی عشر، المدینۃ المنورۃ (س۔ن)

26 *http://www.basicbiology.net/micro/genetic/dna*

27 جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کو نسبی اور سسرالی رشتے عطاء کیے اور تمہارا پروردگار بڑی قدرت والا ہے" سورۃ الفرقان: ۲۶۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: " اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائی ہیں، اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے۔ النحل ۱۶ : ۷۲

28 صحیح البخاری، باب تفسیر المشبہات ۳: ۵۴

29 القرائن فی الفقہ الاسلامی علی ضوء الدراسات القانونیۃ المعاصرۃ ۲: ۲۳۰۷۴، ۲۳۰۸۳

30 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ فُلَانَةَ. فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيبَةُ فِي مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا (سنن ابن ماجہ ۲: ۷۵۵)

31 السنن الصغیر للبیہقی ۲: ۳۰۲

32 الطرق الحکمیہ: ۱۴

33 http://www.webopedia.com/TERM/B/biometrics.html
34 http://www.thefreedictionary.com/fingerprint
35 https://en.wikipedia.org/wiki/finger print

36 سورۃ الذاریات ۵۱: ۲۱